گلستانِ سعدیؒ کا دیگر زبانوں پر اثر

محمد فیصل شہزاد

Muhammad Faysal Shahzad

Lecturer, Department of Urdu,
Punjab College, Lahore.

ڈاکٹر ایوب ندیم

Dr. Ayyub Nadeem

Associate Professor, Department of Urdu,
Govt. College of Science, Wahdat Road, Lahore.

Abstract:

Sheikh Saadi Sherazi is one of the great scholars and poets of the Persian Language. His Book "Gulistan-e-Saadi"is a master piece in Persian prose and poetry that brought about a revolution in the chapter of morality. The narrating style of Gulistan-e-Saadi is as such that a reader does not feel any bordeom, dullness or weariness. The book consists of 8 chapters; easy and simple diction is used; the freshness and civility of metaphors and similes have made Gulistan adorable. Gulistan was translated in many other languages. The translation of Gulistan is found in every local and national language. It is not easy to speculate in how many languages it has been translated. No other book seems to be a parallel of Gulistan-e-Saadi.

شیخ سعدیؒ کا شمار فارسی زبان کے عظیم اُدباء وشُعرا میں ہوتا ہے۔ انھوں نے اپنے [illegible] ہائے دانش سے نہ صرف ایران، بل کہ پوری دنیا کو متاثر کیا۔ شیخ سعدیؒ ایک قادر الکلام شاعر تھے اور بلند پایہ نثر نگار بھی۔ شیخ سعدیؒ اُن چند نابغہ روزگار شخصیات میں سے ہیں، جن پر سرزمین ایران کو ہمیشہ ناز رہے گا، شیخ سعدیؒ نے ''گلستان'' اور ''بوُستان'' لکھ کر فارسی شاعری اور نثر میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ آپ

ایک مُبلغِ اخلاق اور چراغِ راہ تھے۔ شیخ سعدیؒ ایران کے مشہور مردم خیز شہر شیراز میں پیدا ہوئے، شیخ سعدیؒ لکھتے ہیں:

''مولدم پرسید: گفتم خاک شیراز۔''(۱)

مولانا الطاف حسین حالیؔ نے اپنی کتاب ''حیات سعدی'' میں آپ کو ''مُصلح'' لکھا ہے۔(۲) معروف سیرت نگار اور مسلم مورخ شبلی نعمانی نے شعر العجم میں ''مصلح الدین'' اور تخلص ''سعدی'' لکھا ہے۔(۳) شیخ سعدیؒ، حضرت سعدؓ بن عُبادہ کی اولاد میں سے تھے، جو عرب تھے اور مکہ کے رہنے والے تھے۔ یہ خاندان اپنے علم، اَخلاق اور زُہد وتقویٰ کے طفیل عوام الناس میں بہت مقبول تھا۔ شیخ سعدیؒ شیرازی اس بات پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''ہمہ قبیلہ من عالمان دین بودند۔ مرا معلم عشق تو شاعری آموخت''(۴)

شیخ سعدیؒ شیرازی نے تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اور منطق وفلسفہ کی تعلیم حاصل کی۔ اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ باطنی فیض بھی حاصل کیا۔ انھوں نے دنیائے فارسی میں جو دو باغ ''گلستان'' اور ''بوستان'' کی صورت میں لگائے، اُن کے ثمرات دنیا کے بیش تر علاقوں میں پھیلے، ''گلستان'' شیخ سعدیؒ نے ۶۵۶ء میں لکھی۔ گلستان کا بنیادی موضوع اَخلاقیات ہے اور اِس کی غرض وغایت نفس کی تربیت، تہذیب وکردار کی اصلاح ہے۔ گلستان ہر زمانے میں بڑی دلچسپی سے پڑھی جاتی رہی ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اس میں روزمرہ کے حالات وواقعات بڑی فصاحت وبلاغت سے بیان کیے گئے ہیں۔ شیخسعدیؒ خود لکھتے ہیں:

''مرادِ ما نصیحت بود، گفتیم''(۵)

شیخ سعدیؒ سے پہلے اور بعد میں اخلاقیات پر بہت کچھ لکھا گیا، مگر جو قبولیت اور عظمت عندالناس گلستان سعدیؒ کے حصے میں آئی، وہ شاید ہی کسی کتاب کو ملی ہو۔ گلستان سعدیؒ کا اندازِ بیان ایسا ہے کہ قاری کہیں بھی خشکی، بے کیفی یا اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ مولانا الطاف حسین حالیؔ حیات سعدی میں لکھتے ہیں:

> ''نہ اس میں رزم تھی نہ عجیب وغریب افسانے تھے۔ نہ فوق العادت قصے، نہ حقائق ومعارف۔۔ نہ غزلِ عاشقانہ نہ قولِ عارفانہ بلکہ اس کی بنیاد محض اخلاقی پند وموعظ پر رکھی گئی تھی جس سے زیادہ کوئی پھیکا اور بے نمک مضمون خاص کر فارسی لٹریچر میں نہیں پایا جاتا۔۔ انسان کی طبیعت میں یہ بات ودیعت کی گئی ہے کہ وہ کھلی نصیحتوں سے متنفر اور چھپی نصیحتوں سے متاثر ہوتا ہے۔ پس گلستان کا اس قدر مقبول ہونا سوا اِس کے کہ اس کی فصاحت وبلاغت اور

حُسن بیان اور ادا کو تمام فارسی لٹریچر میں بے مثال اور لا جواب کہا جائے اور کسی درجہ پر محمول نہیں ہو سکتا۔'' (۶)

شیخ سعدیؒ کے انداز میں اخلاقیات کا درس ایسا ہے جس کو قاری ناگوار محسوس نہیں کرتا، بل کہ اس سے متاثر ہوتا ہے اور اس پر عمل کرنے کے متعلق سوچتا ہے۔ انھوں نے زندگی میں پیش آنے والے روز مرہ کے حالات و واقعات کو نہایت فصاحت و بلاغت سے سیدھے سادے انداز میں بیان کر کے اِن سے دُور رس اور مفید اخلاقی نتائج اخذ کیے ہیں اور معاشرے کے ہر فرد، ہر طبقے، ادنیٰ و اعلیٰ، غرض کہ بادشاہ سے لے کر درویش تک اور امیر سے لے کر فقیر تک انسانی زندگی کے عام تجربات کا نچوڑ حکایات اور امثال کی صورت میں پیش کیا ہے۔

شیخ سعدیؒ نے گلستان کے ابواب بندی میں ایک تناسب، ہم آہنگی اور حُسن برقرار رکھا ہے۔ کل ۸ ابواب ہیں: ''در سیرت پادشاھان'' میں بادشاہوں کے احوال، جا بجا عدل و انصاف اور رعایا پروری کی ترغیب دی گئی ہے۔ ''در اخلاقِ درویشان'' میں درویشوں کے اخلاق، پارسائی و پرہیز گاری کی تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ مکار، لالچی، حریص اور شکم پرور درویشوں کو طنز و مزاح کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ''در فضیلتِ قناعت'' میں قناعت کے فضائل کو بڑے دلچسپ انداز سے بیان کیا ہے اور معاشرے میں قناعت کا جذبہ پروان چڑھایا ہے۔ ''در فوائد خاموشی'' میں ۱۴ حکایات ہیں، جن میں خاموشی کے متعدد فوائد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ بھی بتایا ہے کی خاموشی کن کن مصیبتوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ ''در عشق و جوانی'' میں زندگی کی رنگینی کو بیان کیا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ ''در ضعیف و پیری'' اس باب میں ۹ حکایات ہیں، جن میں بڑھاپے کی زندگی کی سبق آموز تصویر کشی کی گئی ہے۔ ''در تاثیرِ تربیت'' اس باب میں تربیت و تعلیم کے حوالے سے حکمت و دانش کے موتی بکھیرے گئے ہیں۔ ''در آداب صحبت'' اس باب میں آداب معاشرت کو خوب صورت اور دل نشین جملوں کی صورت پیش کرتے ہوئے فصاحت و بلاغت کے جوہر دکھائے گئے ہیں۔

شیخ سعدیؒ نے اخلاقیات کے موضوع کے لیے کسی قسم کے فلسفے کو اپنائے بغیر تمثیلی اندازِ بیان اختیار کیا اور براہ راست زُہد و تقویٰ کا درس دینے کی بجائے عام فہم حکایات کے ذریعے اخلاقی اقدار سمجھائی ہیں۔ وہ انسانی فطرت کی اس کمزوری سے آگاہ تھے کہ انسان براہ راست پند و نصائح سے اُکتا جاتا ہے لیکن وہی بات حکایت یا مثال کے ذریعے بیان کی جائے تو انسان بخوشی قبول کر لیتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے حکایاتی اور تمثیلی رنگ اختیار کیا اور اس میں بھی ضروری نکات کو غیر ضروری پر ترجیح دیتے ہوئے ہر ذوق کے قاری کے احوال کا بخوبی خیال رکھا ہے۔

شیخ سعدیؒ نے اپنی طویل سیر و سیاحت سے جو تجربات و مشاہدات حاصل کیے، ان کو بھی انھوں نے اپنی حکایتوں کے ذریعے لوگوں کو اخلاقی درس دینے کے لیے استعمال کیا ہے۔ یہی وجہ ہے

کہ اخلاق انسانی کی بوقلمونی اور رنگا رنگی کی موثر تصویر کشی ان کے ہاں نظر آتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ گلستان کا درس انفرادی نہیں اجتماعی اور معاشرتی اقدار سے بھر پور ہے، کہ اس درس میں وسعت اور ہمہ گیری ہے۔ گلستان کے ایک ایک صفحے پر، ہر سطر میں سُود مند مطالب موجود ہیں۔ گلستان کی ہر بات ہر شخص کی زندگی پر ایسے اثر انداز ہوتی ہے، جیسے یہ بات صرف اسی کے لیے کہی گئی ہے۔

گلستان اپنے اُسلوب تحریر کے اعتبار سے بے مثل ہے۔ گلستان کا اسلوب طوالت اور تصنع سے پاک ہے۔ جب سعدیؒ نے گلستان لکھی، اس وقت فارسی زبان میں نثر کا کوئی ایسا نمونہ موجود نہ تھا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ نثر میں شاعرانہ شوخی اور الفاظ کی ترتیب جیسی گلستان میں ہے ویسی فارسی زبان میں پہلے موجود نہ تھی۔ یہ سہرا بھی شیخ سعدیؒ کے سر ہے، انہوں نے فارسی زبان کو نئے اسلوب سے روشناس کروایا۔

گلستان سعدیؒ کی بڑی خصوصیت نثر میں نظم کی پیوند کاری ہے۔ سعدیؒ نے نثر میں نظم کو ایسے استعمال کیا ہے کہ نظم نثر کا حصہ معلوم ہوتی ہے۔ نثر اور نظم کا یہ حسین امتزاج اسلوب کو خوب سے خوب تر، باوقار، پُر اثر اور دلچسپ بنا دیتا ہے۔ شیخ سعدیؒ کے اشعار زبان زدِ عام ہیں۔

''تا مرد سخن نگفتہ باشد۔۔عیب و ہنرش نہفتہ باشد'' (۷)

شیخ سعدیؒ نے گلستان کے اندر جو زبان استعمال کی ہے وہ نہایت آسان، سادہ اور رواں ہے۔ یہ گلستان کی نمایاں ترین خصوصیت ہے جس نے اس کتاب کو نابغہ روزگار اور یکتائے روزگار بنا دیا ہے۔ ان کی یہ روانی مولانا حالیؔ کو ریشم کے لچھے معلوم ہوتے ہیں۔ سعدیؒ نے چھوٹے چھوٹے فقرے لکھ کر گلستان کے اسلوب کو روزمرہ کی زبان بنا دیا ہے۔

''دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔'' (۸)

شیخ سعدیؒ کا گلستان کے اندر موزوں، متناسب اور ہم آہنگ الفاظ کا استعمال ان کی قادر الکلام شاعر ہونے اور ایک بہترین نثر نگار ہونے کا ثبوت ہے۔ ان کے اکثر جملے پڑھنے اور سننے سے خوش آہنگ سُروں کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

''مردان، بپوشید جامہ زنان نپوشید'' (۹)

گلستان کے اندر تشبیہات و استعارات کی تازگی اور شگفتگی پائی جاتی ہے۔ شیخ سعدیؒ نے نادر اور اچھوتی تشبیہات کا استعمال ایسے کیا ہے کہ گلستان کی نثر میں دلکشی پیدا ہوگئی ہے اور استعارت اور تلمیحات کا برمحل استعمال فارسی نظم و نثر کو چار چاند لگا گیا ہے۔

''قرص خورشید در سیاہی شد۔۔یونس اندر دہان ماہی شد'' (۱۰)

گلستان سعدیؒ کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے بعض جملے اپنی بے ساختگی اور حقیقت کی بنا پر عوام و خواص میں مقبول ہو کر ضرب الامثال اختیار کر گئے ہیں۔

''دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز''(۱۱)

شیخ سعدیؒ نے وسیع مضامین کو مختصر سے مختصر انداز میں بیان کر کے بتا دیا کہ نثر میں بھی دریا کو کوزے میں بند کیا جا سکتا ہے، ایجاز و اختصار میں سعدی کا فن اوج کمال پہ ہے۔ ''من اوراگفتم'' کو'' گفتمش''میں سمیٹ دیا۔

گلستان کی نثر میں شیخ سعدیؒ نے صنائع بدائع کا استعمال کر کے نثر میں رعنائیاں پیدا کی ہیں ۔جس سے اسلوب میں جدت پیدا ہوگئی ہے۔ حالانکہ صنائع بدائع نظم کا خاصہ ہے، مگر سعدیؒ نے اس کو نثر میں استعمال کر کے اس میں نیا رنگ بھر دیا ہے۔

گلستان سعدیؒ میں سعدیؒ نے آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ اور کہیں کہیں بزرگوں کے اقوال سے اپنی عبارت کو اس طرح زینت دی ہے کہ اس سے اس کا مضمون معنی خیز ہو گیا ہے، جس سے ادب و اخلاق میں بلندی آ گئی ہے۔گلستان سعدیؒ میں ایک خاص قسم کی حلاوت یعنی شیرینی و مٹھاس پائی جاتی ہے، جس سے عبارت میں خوبصورتی اور حسن نظر آتا ہے۔

دنیائے فارسی میں گلستان سعدیؒ وہ کتاب ہے، جس کے موضوع نے دنیائے ادب میں ایک ایسا تحرک پیدا کیا جس سے تمام زبانوں کے جاننے والے ادیب اس کتاب کو اپنا علمی سرمایہ بنانے لگے ۔ برصغیر پاک و ہند کیا دنیا کے دوسرے ممالک میں آج بھی گلستان کے تراجم کی خوشبو بکھر رہی ہے۔ فارسی زبان کئی سو سال تک ہندوستان کی زبان رہی، جس کی وجہ سے سعدیؒ کے انداز کا چرچا رہا اور اخلاقیات کا درس گلستان سے ہی دیا جاتا رہا۔ اس کے بعد گلستان نے فارسی سے یہاں کی مقامی زبان اُردو کی طرف رُخ کیا، تا کہ ہندوستان کے وہ لوگ جو فارسی سے ناآشنا تھے، وہ بھی اخلاقیات سے مستفید ہو سکیں۔گلستان ایسی کتاب ہے جس کے بارے میں شیخ سعدیؒ بھی جانتے تھے کہ اس کو دوسری زبانوں میں ڈھالا جائے گا اس لیے انھوں نے گلستان کے دیباچے میں لکھا تھا کہ اس گلستان کو کبھی خزاں نہ ہوگی۔شیخ سعدیؒ نے فرمایا:

''بہ چہکار آیدت زگل طبقی   از گلستان من ببر ورقی
گل ہمیں پنج روز وشش باشد   ویں گلستان ہمیش خوش باشد''(۱۱)

''پھولوں کا طبق تیرے کس کام آئے گا۔۔ میری گلستان کا ایک
ورق لے جا پھول یہی پانچ چھ روز رہے گا۔۔ اور یہ گلستان ہمیشہ
تازہ رہے گا۔''

شیخ سعدیؒ کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی اور آج تقریباً دنیا کی تمام زبانیں گلستان سے آشنائی حاصل کر چکی ہیں۔گلستان کا اثر جو کبھی فارسی تک محدود تھا۔ آج دنیا کی تمام زبانوں میں نظر آتا ہے، مختلف زبانوں کے اُدبا'' گلستان'' کا ترجمہ اپنی زبان میں کر کے فخر محسوس کرتے ہیں۔

فارسی ہندوستان میں سال ہا سال تک سرکاری زبان رہی اور بولی بھی جاتی رہی، جس سے اس کا اثر یہاں کی مقامی زبانوں پر بھی ہوا، اُردو زبان نے فارسی کا اثر بہت زیادہ قبول کیا۔ سب سے پہلے فورٹ ولیم کالج نے ۱۲۱پریل ۱۸۰۲ میں پہلا ترجمہ کلکتہ سے شائع کیا۔ یہ ترجمہ ''میر شیر علی افسوس'' نے ''باغِ اُردو'' کے نام سے منظوم انداز میں کیا تھا۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد   عیب و ہنرش نہفتہ باشد

بقول میر شیر علی افسوسؔ: ''انسان ہے جب تلک عزیز و چپکا۔۔ جو عیب و ہنر اس میں ہے رہتا چھپا۔''(۱۲)

اس کے بعد آج بھی اردو میں تراجم جاری ہیں۔ ہندوستان میں ہی اُردو کے بعد گلستان کا پنجابی میں بھی ترجمہ کیا گیا۔

ہر کہ آمد عمارتی نو ساخت رفت
و منزل بدیگر پرداخت

بقول سید غلام مصطفی نوشاہی: ''جو کوئی آیا اے نویں عمارت بنائی سو۔ گیا تے دوجے نوں گھر دتا سو''۔(۱۳)

''گلستان'' نہ صرف فارسی زبان کے فروغ، بل کہ سعدیؒ شناسی کا ذریعہ بھی بنی۔ اس کے تراجم کا سلسلہ مغربی زبانوں تک بھی پہنچا۔ چناں چہ پنجاب یونی ورسٹی، لاہور میں اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی تحقیق میں لکھا ہے:

> ''پہلے پہل گلستان کا تعارف فرانسیسی ترجمے (پیرس ۱۲۳۴ئ)
> کے ذریعے ہوا ،جس کے بعد یہ دوسری زبان مثلاً لاطینی (از ۱۲
> ایمسٹر ڈم ۱۶۵۱ئ)، جرمن (از ہیمبرگ ۱۶۵۴ئ)، ولندیزی اور
> انگریزی (از ۱۷۷۴ئ) میں بھی متعدد بار شائع ہوئی۔''(۱۴)

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مطابق انگریزی زبان میں خصوصاً انگلستان کے حوالے سے سر ولیم جونز نے تفہیم سعدیؒ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ انسائیکلو پیڈیا کے مطابق:

۱۔ ترجمہ گلستان از جبس دیمولین، طبع کلکتہ، ۱۸۰۷ء
۲۔ ترجمہ گلستان از گلیدون، طبع لندن، ۱۸۰۸ء
۳۔ ترجمہ گلستان از ایستوک، طبع ہرت فورڈ، ۱۸۵۲ء
۴۔ ترجمہ گلستان از راس، طبع ایشیاٹک سوسائٹی
۵۔ ترجمہ گلستان از آر۔ پی۔ ایڈرسن، طبع کالج پریس کلکتہ، ۱۸۲۱ء

۶۔عربیات گلستان مادستور زبان عربی بہ انگلیسی، یہ کتاب کلکتہ میں چھپی، مگر اس کا سنہ اشاعت نامعلوم ہے۔

۷۔سر راس کا انگریزی ترجمہ ایشیاٹک سوسائٹی نے چھاپا اور یہ سنہ اشاعت کے بغیر ہے۔''(۱۵)

بعد ازاں فرانسیسی زبان میں ''گلستان'' کے مزید تراجم بھی کیے گئے، یہ تراجم اس قدر معیاری ہیں کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔فرانسیسی تراجم مندرجہ ذیل ہیں:

''ا۔''دوائر'' نے پیرس سے گلستان کا ترجمہ کیا جو کہ پیرس میں ۱۲۳۴ء میں شائع ہوا۔

۲۔''گادین'' نے گلستان کا ترجمہ کیا جو کہ پیرس میں ۱۷۸۹ء میں شائع ہوا۔

۳۔ ترجمہ گلستان از سیمالیت، ۱۸۳۴ئ۔''(۱۶)

۱۲۵۴ء میں جرمن (ڈچ) زبان میں ترجمہ کیا گیا جو اُس وقت میں بہت شُستہ و رفتہ تھا جو درج ذیل ہے:

ا۔ترجمہ گلستان از اچ گراف،طبع لیپذگ، ۱۸۴۲ء

۲۔گلستان از اولی ایریس،طبع سلیزوگ، ۱۲۵۴ء(۱۷)

ان تراجم سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ گلستان سعدیؒ وہ کتاب ہے، جس کا دنیا کی کئی قومی اور علاقائی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ یہ بات اس کتاب کی شہرت اور اہمیت کی مظہر ہے۔مجموعی طور پہ یہ اندازہ لگانا مشکل ہے، کہ اب تک گلستان کے کتنی زبانوں میں اور کس تعداد میں تراجم ہو چکے ہیں۔مگر یہ بات اظہر من الشّمس ہے، کہ گلستان سعدیؒ اخلاقیات کا باغ ہے، جس کی مہک کی ضرورت دنیا کی اکثر اقوام محسوس کرتی ہیں۔اس کتاب میں شیخ سعدیؒ نے لفظ اور معنی کے رشتے سے اخلاقی اقدار کو اس قدر پُر تاثیر انداز میں پیش کیا ہے کہ جہانِ اخلاقیات میں کوئی کتاب اس کی ثانی نظر نہیں آتی۔

حوالہ جات

۱۔ رضازادہ شفق، ڈاکٹر، تاریخ ادبیات ایران، دلی: کتب خانہ خورشید، ۲۰۱۱ئ ص:۱۲۵

۲۔ حالی، الطاف حسین، حیات سعدی، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع اول، ۱۹۸۰ئ ص:۱۹

۳۔ شبلی نعمانی، شعر العجم، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع اول، ۱۹۲۳ئ ص:۹۲

۴۔ رضازادہ شفق، ڈاکٹر، تاریخ ادبیات ایران، دلی: کتب خانہ خورشید، ۲۰۱۱ئ ص:۱۲۵

۵۔ یوسفی، غلام حسین، ڈاکٹر، گلستان سعدی، تہران: چاپ چہارم، ۱۳۶۷ئ ص:۳۲

۶۔ حالی، الطاف حسین، حیات سعدی، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع اول، ۱۹۸۰ئ ص:۲۰

۷۔ یوسفی، غلام حسین، ڈاکٹر، گلستان سعدی، ص:۳۵

۸۔ ایضاً، ص:۵۳

۹۔ ایضاً، ص:۵۴

۱۰۔ ایضاً، ص:۲۱۱

۱۱۔ ایضاً، ص:۱۱۲

۱۲۔ افسوس، میر شیر علی، باغ اردو، لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع اول، ۱۹۶۳ء، ص:۱۹

۱۳۔ نوشاہی، غلام مصطفی، سید، گلستان سعدی تے کریما، اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۸۵ء، ص:۱۵

۱۴۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، جلد ۱۱، لاہور: جامعہ پنجاب، طبع اول، ۱۹۷۵ء، ص:۳۴۰

۱۵۔ ایضاً، ص:۳۴۲

۱۶۔ اصغر علی بلوچ، ڈاکٹر، گلستان سعدی کے انگریزی تراجم، (مضمون) مشمولہ: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، شمارہ ۱۸، اسلام آباد، ۲۰۱۲ئ ص ۲۳۵

۱۷۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، جلد ۱۱، لاہور: جامعہ پنجاب، طبع اول، ۱۹۷۵ء، ص:۳۴۱

☆......☆......☆